حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

تصنیف

انجینئر محمود مجیب اصغر

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان عظیم الشان بزرگوں میں سے ایک ہیں جو قبول اسلام سے قبل بھی عرب کے معزز افراد میں شامل تھے اور رسول اکرم ﷺ کی غلامی میں آ کر تو یہ عزت اور بھی بڑھ گئی۔ آپ نے بہت فراخی کے دن دیکھے۔ پھر سچائی کو قبول کرنے کی پاداش میں سختیاں بھی دیکھنی پڑیں لیکن اس عُسر کے بعد اللہ تعالیٰ نے جلد ہی دوبارہ آپ کو آسائش اور فراخی کی زندگی عطا کر دی۔ لیکن مال کی کمی یا زیادتی کسی بھی چیز نے آپ کے ایمان، اخلاص اور محبت الٰہی میں فرق نہ آنے دیا اور آپ سچے اور مخلص جانثاروں کی جماعت میں ہمیشہ سرفہرست رہے۔

والسلام

خاکسار

فرید احمد نوید

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

پیش لفظ

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے بطلِ جلیل تھے۔ آنحضرت ﷺ کے قریبی صحابہ میں شامل تھے۔ نبی کریم ﷺ سے محبت آپ کا شیوہ تھا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ خلافتِ اسلامیہ حقہ سے چمٹے رہے۔ آپ کو تاریخِ اسلام میں ایک عظیم الشان جرنیل کی حیثیت سے بھی جانا جاتا ہے۔ آپ کئی معرکوں کے فاتح تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک دقیق نظر عطا فرمائی تھی۔ دین و دنیا دونوں لحاظ سے ترقیات آپ کے مقدر میں لکھی جا چکی تھیں۔ بلا شبہ عشرہ مبشرہ میں شامل تمام صحابہ رسول ﷺ اپنی مثال آپ تھے۔

زیر نظر کتاب مکرم ومحترم محمود مجیب اصغر صاحب کی تصنیف ہے۔ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت پا رہا ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں مکرم عبد الحیٔ ناصر صاحب نے تعاون فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور اجر عظیم سے نوازے۔

والسلام
خاکسار
حافظ محمد ظفر اللہ کھوکھر
مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ

اسلام سے قبل آپ کا نام عبد عمرو یا عبد الکعبہ تھا آپ کے والد کا نام عوف بن عبد بن حارث تھا اور والدہ کا نام شفا تھا۔ 01ء عام الفیل میں مکہ میں پیدا ہوئے اسلام لانے کے بعد آنحضرتؐ نے آپؓ کا نام عبد الرحمٰن رکھا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ تیس سال کی عمر میں ایمان لائے آپ قریش کے قبیلہ بن زہرہ سے تھے اسی قبیلے بن زہرہ سے آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ بنت وہب تعلق رکھتی تھیں۔ آپ ان پانچ خوش نصیبوں میں سے تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے بالکل شروع شروع میں ایمان لائے تھے۔ آپ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ نے آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھی تھی ایک بار آپ کو مدینہ میں امیر بھی بنایا تھا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی تھی اور آپ نہایت ذہین اور سمجھدار آدمی تھے آپ کا رنگ سرخ وسفید تھا خوبصورت اور شگفتہ چہرہ اور نازک خدوخال تھے۔ آنکھیں بڑی تھیں ناک ستواں اور بلند تھی۔

آپ آنحضرت ﷺ کے نہایت مقرب صحابی اور مشیر تھے آپ نے بھرپور

زندگی گذاری اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خدمات کی توفیق پائی۔

آپ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ ہجرت فرمائی آپ بدر، احد، خندق، بیعت رضوان اور تمام غزوات النبیؐ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک جہاد رہے۔ جنگ احد میں آپ کو ۲۱ زخم آئے۔ آپکے سامنے کے دو دانت شہید ہوگئے۔ صلح حدیبیہ کے معاہدے پر بطور گواہ جن صحابہ سے آنحضرتؐ نے دستخط کروائے ان میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ خدا کی راہ میں دل کھول کر مال خرچ کرنے والے تھے۔

۵ھ میں آپ کو امیر لشکر بنا کر دومۃ الجندل کے محاذ پر بھیجا گیا۔

مکہ میں ایک موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کچھ اور صحابہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا

''یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے تو ہم معزز تھے اور کوئی ہماری طرف آنکھ تک نہیں اٹھا سکتا تھا لیکن جب سے مسلمان ہوئے ہیں کمزور اور ناتواں ہوگئے ہیں اور ہم کو ذلیل ہو کر کفار کے مظالم سہنے پڑتے ہیں۔ پس یا رسول اللہ! آپؐ ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کفار کا مقابلہ کریں۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 145)

آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اِنِّی اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوا

ترجمہ: مجھے عفو کا حکم دیا گیا ہے۔ پس جنگ نہ کرو۔

(نسائی بحوالہ تلخیص الصحاح جلد نمبر 1 صفحہ 152)

(مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو کا حکم ہے پس میں تم کو لڑنے کی اجازت نہیں

دے سکتا۔) چنانچہ آپ مصائب پر صبر کرتے رہے آپ بہت کامیاب تاجر اور متموّل تھے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور غلاموں کو آزاد کرنے والے تھے ایک مرتبہ ایک دن میں ۲۱ غلام خرید کر آپ نے آزاد کئے۔ خلافت ثالثہ میں آپ نے ۳۲ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

قبولیتِ اسلام

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے جو پانچ اہم شخصیات اسلام میں داخل ہوئی ان میں سرفہرست حضرت عثمان بن عفان ہیں جو خلیفہ ثالث منتخب ہوئے۔ آپؓ کے بعد جس شخصیت کا نام آتا ہے وہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف ہیں۔ آپ کی اسلام لانے کے وقت عمر تقریباً تیس سال تھی آپ کے علاوہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کی مبارک شخصیات ہیں۔

ان سب کو آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ بطور خاص جنت کی بشارت دی۔ جس زمانے میں حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت سعدؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ مسلمان ہوئے اس وقت فوری طور پر تو معاندین مکہ کا کوئی ردعمل نہیں ہوا لیکن جب اعلانیہ تبلیغ کا آغاز ہوا تو قریش مکہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر سختیاں کر کے انہیں واپس اپنے آباؤاجداد کے دین میں داخل کریں۔ اگرچہ قریش کے مظالم کا شکار زیادہ تر غریب طبقہ تھا جس میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو

عربوں کے غلام کہلاتے تھے لیکن قریش کے معززین بھی اسلام لانے کے بعد حقارت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے اور بظاہران کی عزتیں ختم کردی گئیں چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن عوف بھی اپنے اوپر کئے جانے والے مظالم پر باقی صحابہ کی طرح صبر کرتے چلے گئے۔آپ نے اور باقی ابتدائی صحابہ نے صبرورضا کا ایسانمونہ دکھایا کہ کرہ ارض پر اس سے زیادہ صبرواستقامت والا اور کوئی گروہ نہیں گزرا۔حتیٰ کے آنحضرت ﷺ نے حبشہ ہجرت کی اجازت دے دی۔

ہجرتِ حبشہ

مکہ میں جو مظالم ہورہے تھے ان سے عارضی طور پر بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے بعض مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی۔حبشہ کا ملک (ایتھوپیا یاایبے سینیا) براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے وہاں ایک عادل حاکم اصحمہ حکومت کرتا تھا جسے نجاشی کہتے تھے اور وہاں مکمل طور پر مذہبی آزادی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس ملک کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت اس طرح دی فرمایا
لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی اَرضِ حَبْشَۃَ فَاِنَّ بِھَا مَلِکًا لَا یُظْلَمُ عِنْدَہٗ اَحَدٌ وَھِیَ اَرضُ صِدْقٍ حَتّٰی یَجْعَلُ اللّٰہُ لَکُمْ فَرَحًا مِّمَّا اَنْتُمْ فِیْہِ اگرتم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ(تو بہتر ہے) کہ وہاں کے بادشاہ کے ہاں کسی پرظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آفتوں سے جن میں تم مبتلا ہوکوئی آسائش پیدا کردے۔ (ابن ہشام ص ۴۵۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سمیت مہاجرین کا قافلہ بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل تھا یہ سب خفیہ طور پر شعیبہ کی طرف روانہ ہوئے یہ واقعہ رجب ۵ نبوی (۶۱۵ء) کا ہے یہ لوگ پہلے جدہ کے قریب شعیبہ تک پہنچے جو اس زمانے میں عرب کا ایک بندرگاہ تھا۔ان میں بعض سوار اور بعض پیدل تھے خدا نے اس وقت مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائی اور وہ تاجروں کی دو کشتیاں لے آئے اور ان سب کو سوار کرا کے بحر احمر کے پار حبشہ کی طرف روانہ کردیا۔ادھر قریش مکہ کو علم ہوا تو انہوں نے پیچھا کیا اور ساحل سمندر تک پہنچے لیکن کشتیاں (چھوٹے بادبانی جہاز) روانہ ہوچکی تھیں اس لئے وہ خائب وخاسر واپس لوٹ آئے۔

تاریخ اسلام میں ہجرت حبشہ کی بڑی اہمیت ہے یہ ہجرت تمام مہاجرین (بشمول حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف) کے لئے اپنے عقیدہ پر قائم رہنے میں نہایت درجہ اخلاص اور اس راہ میں مشکلات ونقصانات برداشت کرنے کے عزم پر ایک واضح اور روشن دلیل ہے۔

اسی طرح حبشہ کی طرف دوسری ہجرت ہوئی جو چند ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس میں ۳۷مرد اور ۱۸عورتیں شامل تھیں۔

جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ ہجرت کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے ۳۲مرد اور ۸عورتیں مدینہ ہجرت کی غرض سے مکہ میں واپس آگئے دو مرد مکہ میں فوت ہوگئے اور سات افراد مکہ میں روک لئے گئے۔حبشہ سے واپس مکہ آکر اور مکہ سے مدینہ

ہجرت کرنے والوں میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی شامل تھے۔ حبشہ میں عمرو بن العاص کی سرکردگی میں قریش مکہ کا ایک وفد بھی نجاشی کے دربار میں گیا تھا کہ مسلمانوں کو مظالم کا تختہ مشق بنانے کے لئے واپس مکہ لایا جاسکے لیکن وفد ناکام واپس لوٹا۔ عمرو بن العاص (جو بعد میں مسلمان ہوئے اور فاتح مصر ہونے کا اعزاز پایا) اور عبداللہ بن ربیعہ جو نوجوان قریش سردار نمائندے بن کر نجاشی کے دربار میں گئے اور تحفے تحائف بھی لے گئے اور بادشاہ کو کہا کہ ہمارے چند بے وقوف لوگوں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے ایک نیا دین (اسلام) اختیار کر لیا ہے اور وہ نجاشی کے دین کے بھی مخالف ہیں اور ان لوگوں نے ملک میں فساد ڈال دیا ہے اور بعض بھاگ کر حبشہ آگئے ہیں آپ انہیں واپس بھیج دیں۔

نجاشی نے کہا یہ میری پناہ میں ہیں۔ میں جب تک خود ان کا بیان نہ سن لوں کچھ نہیں کہہ سکتا چنانچہ نجاشی نے مسلمان وفد کو دربار میں بلوایا آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے (جو دوسرے قافلے کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے آئے تھے) مسلمانوں کی نمائندگی میں کہا ”اے بادشاہ! ہم جاہل لوگ تھے، بت پرستی کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریوں میں مبتلا تھے، قطع رحمی کرتے تھے ہمسائیوں سے بدمعاملگی کرتے تھے اور ہم میں سے مضبوط کمزور کا حق دبا لیتا تھا۔ اس حالت میں اللہ نے ہم میں اپنا ایک رسول بھیجا جس کی نجابت اور صدق اور امانت کو ہم سب جانتے تھے اس نے ہم کو توحید سکھائی اور بت پرستی سے روکا اور

راست گفتاری اور امانت اور صلہ رحمی کا حکم دیا اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی اور بدکاری اور جھوٹ اور یتیموں کا مال کھانے سے منع کیا اور خون ریزی سے روکا۔ اور ہم کو عبادت الٰہی کا حکم دیا ہم اس پر ایمان لائے اور اس کی اتباع کی لیکن اس وجہ سے ہماری قوم ہم سے ناراض ہوگئی اور اس نے ہم کو دکھوں اور مصیبتوں میں ڈالا اور ہم کو طرح طرح کے عذاب دیئے اور ہم کو اس دین سے جبراً روکنا چاہا حتی کہ ہم تنگ آکر اپنے وطن سے نکل آئے اور آپ کے ملک میں آکر پناہ لی پس اے بادشاہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے ماتحت ہم پر ظلم نہ ہوگا۔“

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین ص ۱۵۳، ۱۵۴)

نجاشی اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور حضرت جعفرؓ سے کہا کہ جو کلام تمہارے نبیؐ پر اترا ہے وہ سناؤ اس پر حضرت جعفرؓ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات بڑی خوش الحانی سے پڑھیں یہ پرشوکت کلام سن کر نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس نے کہا ”خدا کی قسم یہ کلام اور ہمارے مسیحؑ کا کلام ایک ہی منبع نور کی کرنیں معلوم ہوتی ہیں۔“ یہ کہہ کر نجاشی قریش کے وفد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ”تم واپس چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا“ اور ان کے تحائف بھی واپس کر دیئے۔

دوسرے دن عمرو بن العاص نے ایک اور تدبیر سوچی اور نجاشی تک رسائی حاصل کر کے اسے کہا ”حضور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت مسیحؑ کے متعلق

کیا کہتے ہیں جس کے آپ ماننے والے ہیں؟" نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بلوایا اور پوچھا کہ مسیحؑ کے بارہ میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ حضرت جعفرؓ نے قرآن کریم میں بیان فرمودہ عقیدہ بیان کیا کہ ہمارے اعتقاد کی رو سے مسیح اللہ کا ایک بندہ ہے خدا نہیں ہے مگر وہ اس کا ایک بہت مقرب رسول ہے اور اس کے اس کلام سے عالم ہستی میں آیا ہے جو اس نے مریم پر ڈالا۔ نجاشی نے فرش پر سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا "واللہ جو تم نے بیان کیا میں اس سے مسیح کو اس تنکے کے برابر بھی بڑا نہیں سمجھتا" گو پادری جو دربار میں تھے سخت برہم ہوئے مگر نجاشی نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور قریش کا وفد بے نیل مرام واپس آ گیا۔

(بحوالہ سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

ہجرت مدینہ اور غزوات النبیؐ میں شرکت

چند سال حبشہ میں رہ کر اور وطن سے دوری کی قربانی دے کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ واپس مکہ کو لوٹے اور پھر مدینہ ہجرت فرمائی اور اس سارے عرصہ میں مقدرت کے باوجود معاندین کا مقابلہ نہ کیا اور عفو اور صبر کی تعلیم پر کاربند رہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے دوسری ہجرت کا ثواب لیا اور اِنّی اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوا کی تعلیم کو سینے سے چمٹائے رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا اذن آ گیا اور دفاع کی اجازت مل گئی۔

غزوۂ بدر ہوا اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بڑے نمایاں طور پر اس غزوہ میں

شامل ہوئے۔ آپ کی ایک مشہور روایت ہے کہ میں نے جب اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو انصار کے دو نوعمر لڑکوں کو اپنے پہلو میں کھڑے دیکھا۔ انہیں دیکھ کر میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ دائیں بائیں کھڑے ساتھیوں کی طاقت پر اس وقت انسان کوئی کارنامہ دکھا سکتا تھا لیکن معاً ایک لڑکے نے آپ سے پوچھا کہ چچا وہ ابوجہل کہاں ہے جو ہمارے رسولؐ کو مکہ میں دکھ دیا کرتا تھا۔ میں نے خدا سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں اسے قتل کروں گا۔ میں نے ابھی اس کا جواب بھی نہ دیا تھا کہ دوسرے لڑکے نے پوچھا جو پہلے نے پوچھا تھا۔ میں ان دونوں لڑکوں کی جرأت سے حیران رہ گیا کیونکہ ابوجہل سپہ سالار تھا اور اس کے چاروں طرف تجربہ کار سپاہی اور پہریدار تھے۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ ہی کیا ہوگا کہ دیکھو وہ ابوجہل ہے کہ دونوں بچے باز کی طرح جھپٹے اور دشمن کی صفیں کاٹتے ہوئے ابوجہل تک جا پہنچے اور اس زور سے وار کیا کہ اس کے ساتھی دیکھتے ہی رہ گئے اور ابوجہل زمین پر گر گیا۔ غرض حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بڑے بڑے عجیب نظارے دیکھے۔ غلاموں کی آزادی کا مسئلہ پیش ہوا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اپنی زندگی میں تین ہزار غلام آزاد کئے اور جہاد کے اس پہلو پر بھی عمل کر کے ثواب کمایا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے جنگ احد میں بھی خاص خدمات کی توفیق پائی اور باقی غزوات النبیؐ میں بھی۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو نمازوں میں آنحضرتؐ کے پیچھے اور جنگوں میں آپؐ کے آگے رہتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی آپ ساتھ تھے اور جن صحابہؓ کے معاہدہ صلح پر بطور گواہ دستخط

کروائے گئے ان میں بھی آپ شامل تھے۔فتح مکہ کے بعد آنحضرت ؐ نے خالدؓ بن ولید کو جو (مسلمان ہو چکے تھے) ایک لشکر دے کر جذیم کی طرف روانہ کیا، گو ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے لیکن خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں کچھ لوگ قتل ہو گئے۔اس وجہ سے خالدؓ بن ولید اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔جب بات آنحضرت ﷺ تک پہنچی تو آپ ؐ نے حضرت خالدؓ بن ولید سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''خالد! تم میرے صحابہ کو مجھ پر چھوڑ دو۔خدا کی قسم! اگر تمہارے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا اور تم اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے تو بھی میرے ایک صحابی کے صبح کے وقت یا شام کے وقت کے جہاد کو نہیں پا سکتے۔''

(سیرت ابن ہشام جلد دوم ص ۵۱۵)

دومۃ الجندل پر لشکر کشی

آنحضرت ﷺ نے قیامِ امن کے لئے دومۃ الجندل پر ربیع الاول ۵ ھ (جولائی 626ء) میں لشکر کشی فرمائی تھی اور ان لوگوں نے اسلام کی مخالفت ترک کر دی تھی۔اور یہ لوگ اسلامی دائرہ اثر میں داخل ہو چکے تھے۔ایک حصہ اسلام کی طرف مائل تھا مگر اپنے رؤساء اور اہلِ قبیلہ کی مخالفت کی وجہ سے جرأت نہ کرتے تھے۔آنحضرت ﷺ نے شعبان ۶ ھ (دسمبر 627ء) کو اسلامی جھنڈا دے کر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی کمان میں ایک دستہ دومۃ الجندل کی طرف بھجوایا جو شام کی سرحد

کے پاس تھا اور فرمایا:

''اے ابن عوف! اس جھنڈے کو لے لو اور پھر تم سب خدا کے رستہ میں جہاد کے لئے نکل جاؤ اور کفار کے ساتھ لڑو مگر دیکھنا کوئی بد دیانتی نہ کرنا اور نہ کوئی عہد شکنی کرنا اور نہ دشمن کے مردوں کے جسموں کو بگاڑنا اور نہ بچوں کو قتل کرنا۔یہ خدا کا حکم ہے اور اُس کے نبی کی سنت''

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے صفحہ 715)

آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ جنگ وجدال سے دستکش ہو کر صلح صفائی کر لیں اور اطاعت قبول کر لیں تو مناسب ہو گا کہ ان لوگوں کے رئیس (اصبغ بن عمرو کلبی) کی بیٹی سے شادی کر لینا۔اس مہم میں آپ کے ساتھ سات سو مسلمان تھے۔چنانچہ وہاں پہنچ کر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حقِ تبلیغ ادا کیا۔شروع شروع میں تو دومۃ الجندل والے جنگ کے لئے تیار نظر آتے تھے مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے سمجھانے پر ان کے ارادے بدل گئے۔ان کے حکمران اصبغ بن عمرو کلبی نے جو ایک عیسائی تھا اسلام قبول کر لیا اور اس کی بہت ساری قوم بھی اسلام میں داخل ہو گئی اور اپنے علاقے کو اسلامی حکومت کے ماتحت کر لیا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جن کا نام تماضر تھا اور انہیں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے آئے اور آنحضرت ؐ سے ملوایا۔تماضر کے بطن سے ابو سلمہ زہری پیدا ہوئے جنہوں نے علماءِ اسلام میں بہت اونچا نام پایا۔

استحکامِ خلافت کے لئے جدوجہد

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عمرؓ کومشورہ دیا تھا کہ خلافت کا امر مدینہ میں طے ہونا چاہئے آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دست راست رہے۔ قاتلانہ حملے کے بعد حضرت عمرؓ نے خلافت کے لئے ۶ صحابہ **السابقون الاولون** کو شوریٰ میں داخل کیا ان میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف شامل تھے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اس شوریٰ کے صدر تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا فیصلہ کیا۔ اس وقت اگر معاملہ کھلے طور پر چھوڑ دیا جاتا تو ممکن تھا فتنہ کی صورت پیدا ہو جاتی اس لئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے رائے عامہ کو ٹٹول کر اور اہل الرائے صحابہ کا مشورہ لے کر حضرت عثمانؓ کی خلافت کا فیصلہ کیا تھا بعد میں جب فتنے اٹھے تو حضرت علیؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات پر فرمایا

''عبدالرحمٰن جاؤ بے شک تم نے اچھا زمانہ پایا اور فتنہ سے پہلے چل دیئے۔''

(اسدالغابہ ذکر عبدالرحمن بن عوف)

آپ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی بعض کے نزدیک ۳۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ آپ مدینہ میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔

اے خدا بر تُربَتِ او ابرِ رحمتہا ببار
داخِلَش کُن از کمالِ فضل دَر بیت النعیم

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بعض متفرق واقعات

☆

ہجرت مدینہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری مسلمان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سعدؓ بن الربیع انصاری کے بھائی بنے۔ سعدؓ نے اپنا سارا مال ومتاع نصف گن گن کر عبدالرحمٰن بن عوف کے سامنے رکھ دیا اور جوش محبت میں یہاں تک کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں، میں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں اور پھر اس کی عدت گذرنے پر تم اس کے ساتھ شادی کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے لئے دعا کرتے ہوئے کہا کہ خدا یہ سب کچھ آپ کو مبارک کرے، مجھے بازار کا راستہ بتادو۔ آپ بہت سمجھدار تاجر تھے۔ آپ نے تجارت کر کے بہت جلد مدینہ میں بھی نام پیدا کرلیا اور ایک نہایت امیر کبیر آدمی بن گئے آپ نے جلد ہی ایک انصاری لڑکی سے شادی کر لی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اب ولیمہ کی دعوت کرو خواہ صرف ایک بکری کے گوشت کی ہو۔ آپ کے عقل ودانش اور اللہ پر توکل اور اخلاص کا یہ شاندار نمونہ ہے کہ آپ کسی پر بوجھ نہیں بنے اور خود نہ صرف اپنا بوجھ اٹھایا بلکہ دوسروں کا بوجھ اٹھانے کے بھی قابل ہو گئے۔

☆

غزوہ احد میں آپ ان خاص صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے مشکل وقت میں آنحضرت کے انتہائی قریب رہ کر دفاع کیا۔اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو کئی زخم آئے دو دانت بھی شہید ہو گئے۔ پاؤں میں بھی زخم آ گیا اور پاؤں میں لنگ آ گئی۔

تمام غزوات النبیؐ میں آپ کی شمولیت آپ کے بے حد اخلاص پر روشن دلیل ہے۔

۵ھ میں آنحضرتؐ نے آپ کو دومۃ الجندل پر لشکر کشی کے لئے بھیجا۔

''ایک دفعہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے سامنے افطاری کا کھانا آیا جو غالباً کسی قدر پر تکلف تھا۔اس پر انہیں احد کا زمانہ یاد آ گیا جب مسلمانوں کے پاس اپنے شہداء کو کفنانے کے لئے کپڑا تک نہیں تھا اور وہ ان کے بدنوں کو چھپانے کے لئے گھاس کاٹ کاٹ کا ان میں لپیٹتے تھے۔اس یاد نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ایسا بے چین کر دیا کہ وہ بے تاب ہو کر رونے لگ گئے اور کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ وہ روزے سے تھے۔''

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے ص ۵۰۲)

☆

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حد مال و دولت عطا فرمایا اور آپ نے اسے خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ بھی کیا۔اُمِّ زہر سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ایک مرتبہ چالیس ہزار دینار خیرات کئے پھر پانچ سو گھوڑے فی سبیل اللہ دے دیئے پھر پانچ سو سواری کے اونٹ بھی دے دیئے۔

آپ نے وفات پر جو ترکہ چھوڑا اس کے بارہ میں وصیت فرمائی کہ بدری صحابہ میں سے جو زندہ ہوں ان میں سے ہر ایک کو چار چار سو دینار دیئے جائیں۔ آپ کے انتقال پر سونا اتنی مقدار میں آپ نے چھوڑا کہ وہ کلہاڑیوں سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کیا گیا۔چار بیویاں تھیں، ہر ایک کے حصہ میں اسی اسی ہزار آیا۔آپؓ نے ایک ہزار اونٹ اور ایک سو گھوڑے اور تین سو بکریاں چھوڑیں۔

بدری صحابہ کے علاوہ پچاس ہزار درہم آپ کے ترکہ میں سے غرباء و مساکین میں بانٹا گیا اور ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ دیئے گئے۔

آپ نے بڑے خلوص سے بعض احادیث کی روایت کی ہے جو آپ کی عظمت کو ظاہر کرتی ہیں۔آپ امین تھے اور آپ کی بیان کردہ احادیث میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔منجملہ اور حدیثوں کے عشرہ المبشرین کی حدیث بھی آپ نے ہی روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ابوبکر فِی الجَنَّةِ و عمر فِی الجَنَّة وعثمان فِی الجَنَّةوعلی فِی الجَنَّةوطلحه فِی الجَنَّة والزبیر فِی الجَنَّة وعبدالرحمن عوف فِی الجَنَّة وسعدبن وقاص فِی الجَنَّة سعید بن زید فِی الجَنَّة وابو عبیده بن الجراح فِی الجَنَّة۔

(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عبدالرحمن بن عوف)

یعنی ابوبکر،عمر،عثمان،علی ،طلحہ،زبیر،عبدالرحمٰن بن عوف،سعد بن ابی وقاص اورسعید بن زیداورابوعبیدہ بن الجراح پر جنت واجب ہوگئی۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اس خدائے محسن کا شکر ہے جو احساس کرنے والا اور غموں کو دور کرنے والا ہے اوراس کے رسول پر درود وسلام جو انس اور جن کا امام اور پاک دل اور بہشت کی طرف کھینچے والا ہے اوراس کے ان احباب پر سلام جو ایمان کے چشموں کی طرف پیاسوں کی طرح دوڑے اور گمراہی کی اندھیری راتوں میں علمی اور عملی کمال سے روشن کئے گئے اوراس کی آل پر درود جو نبوت کے درخت کی شاخیں اور نبی صلعم کی قوت شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں‘‘ (روحانی خزائن جلد8 صفحہ 188)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ
بِرَحمَتِکَ یَااَرحَمَ الرّٰحِمِینَ

’’پس اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اوراس کے آل پر جو مطہر اور

طیب ہیں اوراُس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں اور دین کے ستارے ہیں خدا کی خوشنودی اُن سب کے شامل حال ہے۔

(روحانی خزائن جلد14 صفحہ 17)

نام کتاب .... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

اشاعت .... طبع اوّل

پبلشر.................................. قمر احمد محمود

مطبع .... ضیاءالاسلام پریس ربوہ

اس کتاب کی اشاعت کے لئے مکرم عبدالواسع ملک صاحب، عطاء القدوس خان صاحب (آف شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاءالدین) نے اپنے مرحوم والدین مکرم ملک عبدالرحمٰن خان صاحب اور مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی طرف سے معاونت فرمائی ہے۔

فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء